مرثیہ: ۱۴

درحال حضرت عباس علیہ السلام

مطلع

وَغا کو شیرِ الٰہی کا شیر آتا ہے

تعدادِ بند: ۸۵

www.emarsiya.com

۱

وغا کو شیرِ الٰہی کا شیر آتا ہے ہوا کی طرح، جہاں سر پہ خاک اُڑاتا ہے
بہادروں کا بھی جی ڈر سے بیٹھا جاتا ہے ہر اِک جوان رسالے کا تھرا تھرا تا ہے
یہ غُل ہے وقت سے پہلے نہ حشر آئے کہیں
کتابِ ارض کا شیرازہ کُھل نہ جائے کہیں

۲

ہر اِک طرف ہے یہ غُل قاضئ قضا آئے پروں کا شور ہے جعفر بچے وغا آئے
ہرن ہیں نشے کہ ضرغامِ کبریا آئے وہ آئے جن پہ کہ والنجم و ہل اتٰی آئے
قدم بڑھا، کہ وہاں رُخ پروں کے مُڑنے لگے
پروں کا ذکر تو کیا ہے فرشتے اُڑنے لگے

۳

بہادران و سرانِ سپاہ بھاگتے ہیں قمر تو بڑھتا ہے اور رو سیاہ بھاگتے ہیں
وفورِ رعب سے یوں اہلِ جاہ بھاگتے ہیں کہ جیسے حُبِّ علیؑ سے گناہ بھاگتے ہیں
تنوں سے کافروں کی جانیں یوں نکلتی ہیں
کہ جیسے نامِ علیؑ سے بلائیں ٹلتی ہیں

۴

یہ ذکر لکھتے ہوئے ہے خرد کو مدہوشی قلم کے ہاتھ قلم ہیں تو کیا سبکدوشی
اِدہر نقوش سے معنی نے کی ہے روپوشی مگر دوات ہے گویا کہ مُہرِ خاموشی
عجب حساب ہے اور کچھ نیا کتاب کا رنگ
کتاب میں ہے رسالوں کے انقلاب کا رنگ

۵

کتاب میں بھی رکابیں ہوگئیں ہیں بے سروپا بہت حروف محرّف ہیں یاں حریف تو کیا
کھنچیں اُدھر کششیں، کشمکش کا غُل جو سنا کشادہ رہ گئیں آنکھیں، یہ ہول ہ کو ہوا
جو دائرہ ہے وہ غم سے کمر جھکائے ہوئے
الف ہے مد کے تلے اپنا سر چھپائے ہوئے

www.emarsiya.com

٦
نہ وہ خواص ہیں لفظوں کے اب نہ وہ حرکات وہ فعل ہوتے ہیں سرزد کہ خوف ہے اثبات
ضمیریں پھرتی ہیں بہرِ تلاشِ جائے نجات پکارتے ہیں یہ ماضی گزشتہ را صلواۃ
بدل گیا وہ زمانہ جہاں کو حال آیا
کہ بعد بدر کے پھر مہر کو جلال آیا

٧
مٹایئے غمِ منکر کو کس طرح ہیہات یہاں تو نفی کی بھی نفی ہوتی ہے اثبات
وہ فصل آئی کہ تن پر گراں ہے جنسِ حیات تصورات بدیہی ہیں زیرِ تصدیقات
جو عقل نوعِ بشر میں تھی کھو گئی وہ بھی
خبر جو ٹھیک تھی محمول ہوگئی وہ بھی

٨
مثالِ نظم اُٹھا بند و بستِ ملکِ سخن جو بیت نظم میں تھے رکن گر کے ہوگئے ٹن
گھٹے ہیں یوں کہ افاعیل رہ گئے فعلُن مگر ہے بحر کو پیہم روارَوی کی دُھن
گریں حروف تو پھر ذکر کیا حریفوں کا
الم سے تنگ ہے خود قافیہ ردیفوں کا

٩
رُباعیاتِ عناصر نہ خمسہ ہائے حواس ہوا مُسدّسِ اطراف میں تواردِ یاس
ہر ایک بیت میں مضمونِ درد و رنج و ہراس ہر ایک قلب میں تضمینِ غم سے قطع ہے آس
نہ کیسے مصرعہِ برجستہ جست و خیز کرے
سخن کے نام سے مضموں ہی جب گریز کرے

١٠
عُمر سے پتلیوں کی طرح پھر گئیں نظریں گذر رہی ہیں قیامت کی طرح یہ خبریں
خدا کی تیغ تکی سب نے ڈالدیں سپریں یہ بندوبست نیا ہے کہ کُھل گئیں کمریں
خود اپنے حال سے ہی بے خبر جو مخبر ہے
بیانِ حالتِ شاطر ملالِ خاطر ہے

www.emarsiya.com

۱۱

اُدھر تو رعب سے بے حال ہیں زمین و زماں   اِدھر ہیں صورتِ آئینہ حُسن پر حیراں
دکھایا نیّرِ رُخ نے زمین پر وہ سماں   کہ ڈگمگا گیا سورج پرستوں کا ایماں
دکھائی شکلِ کتابی وہ روئے زیبا نے
۱۲ کہ رُخ پھرالیا انجیل سے مسیحا نے

سوادِ چشم تجلّی ہے کاکُلِ اذفر   کہیں جو مشکِ ختن یہ خطا ہے سر تا سر
کبھی نہ مانیں جو سارا جہاں کہے عنبر   جہاں کا عنبرِ سارا نہ اِک سرِ قنبر
چراغِ رُخ کا اگر ذہن میں دھواں آیا
۱۳ چمک کے سر پہ مرے سورۂ دُخاں آیا

ہر اک پلک کے جھپکنے سے کھل گیا یہ راز   نماز اشاروں سے بیمار کے لئے ہے جواز
مژا کے ہاتھ نہ کیوں ہوں بار بار دراز   دعا نماز سے مقبول ہے ، دعا سے نماز
ہلی مژہ تو مضامیں اس کے ساتھ کھلے
۱۴ وہ پھر نماز کی نیت کھلی وہ ہاتھ کھلے

ثبوت نفیٔ دہن میں ہزار ہا موجود   کہ جیسے قلب میں پوشیدہ مدعیٰ موجود
وہ یا کہ عارف کامل پس فنا موجود   جہاں میں جیسے شہید رہِ خدا موجود
لبوں کی لالی ہے اثبات کی شہادت کو
۱۵ دہن دکھاتا ہے گویا فنا کی صورت کو

صفائے بینی و ابرو سے رُخ پُر آب ہوا   خود آب اس الف و با سے بہرہ یاب ہوا
انہیں کی وجہ سے رُخ صورتِ کتاب ہوا   ابوتراب کے حرفوں سے آفتاب ہوا
جب آفتاب الف و با سے شکلِ آب بنا
تو لا فتیٰ سے فنا لے کے آفتاب بنا

www.emarsiya.com

۱۶

ثنائے چشم کو بھولا خطا ہوئی مجھ سے   عشا و صبح کی طاعت قضا ہوئی مجھ سے
مِری بھی آنکھ کی ترچھی ادا ہوئی مجھ سے   حجاب میں ہے نظر یہ حیا ہوئی مجھ سے

ثنائے دیدۂ گل رنگ فرضِ عینی ہے
۱۷ کہ خط رُخِ حسنی ہے تو یہ حسینی ہے

ہوا ہے سہو، پہ بندہ خطا سمجھتا ہے   زمانہ چشم کو عینِ عطا سمجھتا ہے
پلک ہے دستِ غنی کوئی کیا سمجھتا ہے   جو کچھ ہیں پردے کی باتیں خدا سمجھتا ہے

حجابِ عرش کا ساغر جو یاد کرتے ہیں
۱۸ پلک ہلاتی ہے سر، ہم بھی صاد کرتے ہیں

نکالیں وصفِ رُخِ پاک کی نئی صورت   نمازِ صبح ہے چہرہ دو رُخ ہیں دو رکعت
مگر ہے بہرِ رکوعین آنکھوں سے نسبت   دو ابرو اور دو لب چار سجدۂ طاعت

جہاں میں ایک ہی یہ صبح کا دُگانا ہے
۱۹ دہن میں ڈھونڈ لے تسبیح جو کہ دانا ہے

پکارا شیر کہ روباہو گھاٹ روکنے آؤ   ادہر، ہم ایک ہیں تو لاکھ مل کے زور دکھاؤ
جو بڑھ کے بول رہے تھے انہیں پرے سے بلاؤ   اسد شکار سے کھیلے گا بزدلوں کو بڑھاؤ

یہی ہے دُھن کہ تہہِ تیغ نیم جاں تڑپیں
۲۰ مگر مزہ ہو کہ دریا پہ مچھلیاں تڑپیں

جہاں میں منزلِ والشمس ہیں شہِ ذی قدر   مِلا ہے شہؑ کی بدولت کمالِ فاتحِ بدر
اِنہیں کی قدر کا پردہ ہے ایک سورۂ قدر   عناتی ہے لگ صدر کہ ایسے ہوتے ہیں صدر

مثالِ بدر زمانے میں ہے اَلم نشرح
صفائے صدر زمانے میں ہے الم نشرح

www.emarsiya.com

۲۱

اگر ہو دوست تو مشکل میں ہوں گدا کے شریک   رضا پہ راضی و شاکر ہیں اور قضا کے شریک
صلوٰۃ میں ہیں یہی لوگ مصطفےٰؐ کے شریک   وہ لاشریک ہے پر حق پہ ہیں خدا کے شریک
اگرچہ زور میں سردارِ اِنس و جنّہ ہیں
۲۲ نہ کیوں سکوت رہے نفسِ مطمئنّہ ہیں

یہی ہیں گوہر و مرجانِ حضرتِ رحمٰن   انہیں کو حق نے پکارا ہے ایُّہا الثّقلان
کریم ہیں کہ ہے احسان کی جزا احسان   ذرا اجل سے ڈرو کُلُّ مَن عَلَیہَا فَان
نہ منہ پھراؤ کہ وجہِ خدا ہے اِن کے لئے
۲۳ فنا بھی ہوں تو ہمیشہ بقا ہے اِن کے لئے

جو ماہ بدر میں اس طرح کے کمال دکھائے   اُسی کو سورۂ اِنّا فتحنا تیغ بھی آئے
کرے جو حق پہ ریاضت وہ کیوں نہ پھَل پائے   وہی تو حیدرِؑ صفدر ہو جو دروں کو اُٹھائے
پرے فرشتوں کے سب بے قرار ہو گئے تھے
۲۴ پروں کو کیا کہیں شہپر نثار ہو گئے تھے

اُدھر سے تیر چلے، جوش میں قضا آئی   کھنچی جو تیغ، سروں نے کہا بلا آئی
وبال سر پہ پکارا کہ لو وبا آئی   گلے سے لگ گئی، دَم دے کے خوں بہا آئی
سروں کے خوف میں یوں ہاتھ پاؤں پھول گئے
۲۵ کہ بت پرستوں کے گھوڑے بھی لات بھول گئے

پکارا دل کو جگر جانبری کا پہلو ہے   کہا یہ دل نے مِرا گھر تو خانۂ ہُو ہے
فلک پہ دیکھو مہ و مہر کا وہی رُو ہے   اِک اُس کی آنکھ ہے ثابت اِک اُس کی ابرو ہے
پکارتے تھے یہ گیسو تری ادا سے موئے
کہا مؤو میں کروں کیا مری بلا سے موئے

www.emarsiya.com

۲۶

کڑک کے چرخ سے جس دم وہ برقِ طور آئی خود اُٹھ کے حشر نے دیکھا صدائے صور آئی
پھری جدھر گئی شیشے اُڑا کے چُور آئی پکارا جس نے دوبارہ، کہا ضرور آئی
میں جان لے کے بھلا کس کے دَم میں آتی ہوں
۲۷ کہاں ہے خون میں جھوٹے کو منہ لگاتی ہوں

کبھی پری کا جھمکڑا کبھی بلا کی مثال مثالِ واہمہ خلاق مختلف اشکال
سروں میں بھی متصرف تھی وہ مثالِ خیال چھپا تھا حافظہ سر کے عقب میں وقتِ جدال
ہر اِک خمیر میں آب اُس کی تھی نمک کی طرح
۲۸ شریک فرق میں تھی حِسِ مشترک کی طرح

لگی ہو جن کے دلوں سے مزہ وہی جانیں دلوں میں دل کی لگی کو نہ دل لگی جانیں
جو مر مٹے ہوں کجی پر انہیں کے جی جانیں وہ دَم ہے جس پہ تصدق جہاں کے جی جانیں
تری میں خشک ہوئے خوں یہ ابتری آئی
۲۹ جدھر کو آگئی جانا کوئی پَری آئی

نظر جھکی ہوئی لیکن ہر اِک طرف کی خبر کہ جیسے حالِ پسِ سر نبیؑ کے پیشِ نظر
حواس اُڑ گئے پریوں کے یوں اُڑے بے پر کہ جیسے ضربتِ شہپر کا شور سدرہ پر
یہ سیل دَم میں مٹاتی ہے روسیاہوں کو
۳۰ کہ جیسے اشکِ غمِ شاہؑ دیں گناہوں کو

تمام نخل تھے زخموں کے گل جو کھائے ہوئے تو بس نہال تھے دولھا بنے بنائے ہوئے
پھری جدھر کو وہ گل رُو نظر جھکائے ہوئے صبا پکاری بہار آئی گُل کِھلائے ہوئے
اُٹھا کے ہاتھوں کو پتّے دعائیں دیتے تھے
شگوفے پیار سے چَٹ چَٹ بلائیں لیتے تھے

www.emarsiya.com

۳۱

بنائی برق کی صورت اِدھر اُدھر بدلی زمیں پہ رنگ ہوا آسمان پر بدلی
گھٹا سے شرط میں کیا آبرو تھی پر بدلی برس پڑی کسی جانب کہیں نظر بدلی
پر آج تک اُسی بارش سے فضلِ باری ہے
زمینِ شعر میں اب تک بھی بحر جاری ہے ۳۲

پکاری دھار بہا نہر، میں کنار میں ہوں ندا دی جبر نے ہاں ہاں میں اختیار میں ہوں
اُدھر تقاضۂ اُلفت کہ اضطرار میں ہوں گلے سے لگ کے وہ بولی کہ میں تو پیار میں ہوں
اُٹھا کے زخم بھی اُس کی طرف نگاہ رہی
کنوئیں جھنکا دئے یوسف نے پھر بھی چاہ رہی ۳۳

ہر اِک نظر سے کھٹکتی ہے دیکھ بھال ایسی چُھری چلے گُل و بُلبُل میں بول چال ایسی
کبھی ہلال کبھی چرخ باکمال ایسی کہے جو کل تو قیامت کو آئی ٹال ایسی
کیا تھا وعدۂ فردا نہ وہ حسیں آئی
یہ حال آج تلک ہے کہ کل نہیں آئی ۳۴

قضا اُدھر ہے جدھر یہ نئی ادا سے پھرے سروں کو فکر کہ آئے پھرے بلا سے پھرے
یہی تھی واں کہ زلیخا کے دن فنا کے پھرے بہت سے فکر میں بُت بن گئے خدا سے پھرے
لیا تھا حق کو بھی وحدت کی انتہا کر کے
علیؑ کا نام رکھا ہے خُدا خُدا کر کے ۳۵

بُلاتے تھے اسی چالوں سے بدنمط لاکھوں طلب کے واسطے آئے جبیں کے خط لاکھوں
یہ وہ قلم ہے کہ سر پر لگائے قط لاکھوں جو حرف گیر ہو مہمل تو بے نقط لاکھوں
فقط یہ وجہ ہے حیدرؑ کے منہ لگانے کی
محرفی پہ نہیں بات حرف آنے کی

www.emarsiya.com

۳۶

جو منہ پہ آئے تو لاکھوں میں برملا کہہ دے　　یہ منہ کسی کا ہے منہ پر بھلا بُرا کہہ دے
یہ ڈر ہے سیف زباں سے کہ جانے کیا کہہ دے　　جو یہ کہے وہی ہر بندۂ خدا کہہ دے
نمازیں دیں کی طرح بندگی کو بڑھنے لگیں
۳۷ شہادتیں اُسی قاتل کا کلمہ پڑھنے لگیں

دھوئیں اُڑا دئے بجلی کے تیغ و خنجر کیا　　پڑے ہیں نیتوں میں فرق پاؤں پر سر کیا
اُڑا دے نام فرشتوں کا دَم میں یہ پر کیا　　کہا، قدم سے سرک کانپتا ہے تھر تھر کیا
ابھی سے کیا ہے ہر اِک سور اُٹھ کر آئے گا
۳۸ پُلِ صراط بنوں گی تو محشر آئے گا

شرابیوں کی خرابی کہ توبہ استغفار　　بجائے نشہ حریفوں کے سر چڑھی تلوار
شراب کھنچ گئی خود صورتِ دَمِ خمّار　　چلے پیالے کہ ہم پر کہیں نہ نکلے خمار
جو پھوٹے شیشوں کی قسمت تو کیوں نہ ہوں پانی
۳۹ خود اُن کے پیرِ مغاں پر پڑا گھڑوں پانی

زمیں پہ لوٹتا ہے خُود اور خودی اُس پر　　جگر میں چٹکیاں پھر اور گدگدی اُس پر
غضب کی آنکھ نگاہِ تمرُّدی اُس پر　　یہ کھیت مارنا اور بے تردُّدی اُس پر
ہوا یہ غُل کہ نہ شام اور نہ کوفہ چھوڑے گی
۴۰ یہ گُل بدن کوئی تازہ شگوفہ چھوڑے گی

جدھر رکوع کے انداز اُس نے دکھلائے　　تو بے نمازی بھی خود بندگی بجا لائے
شجر قیام میں بُوٹے سجود میں آئے　　قنوت کے لئے پتّوں نے ہاتھ پھیلائے
سُنا جو حق نے وظیفہ تمام پھولوں کا
تو رکھ دیا گُلِ تسبیح نام پھولوں کا

www.emarsiya.com

۴۱

اُتار اُتار کے جلدیں اُلٹ دئے دفتر چڑھے تھے کشتوں کے پشتے فقط رسالوں پر
کُھلے تھے صورتِ شیرازہ جُزوِ تن یکسر رگیں بھی کھنچ گئیں کیا ذکرِ جدول و مسطر
پھنسے تھے اہلِ قلم خود اَجل کے پنجے میں
۴۲ پھرے کتاب سے جانیں کھنچیں شکنجے میں

ہزاروں پاؤں کے نیچے کہیں دبا ہے سر کسی کے سینے پہ بیٹھے ہیں خُودِ سرِ تن کر
ہزار ہاتھ رکھیں ہیں کسی کلیجے پر کسی کے روئے سیہ پر ہزار داغِ سپر
کوئی سیاہ دروں دب گیا تھا ڈھالوں میں
۴۳ جو فیل تن تھا نہاں اُس کو دیکھا بھالوں میں

گلوں کے ہوش اُڑے ڈر سے بُلبُلوں کی روش تمام بیلیں پریشاں تھیں کاکلوں کی روش
ہزار داغ دئے باغ کو گلوں کی روش تو روئے پھوٹ کے انگور آبلوں کی روش
مگر وہ زخم چمن کے نہیں بھرے ہیں ابھی
۴۴ بندھے ہیں گرچہ کچھ انگور پر ہرے ہیں ابھی

جُھکی نماز سلامیِ تیغ کو ہر بار زمیں پہ سجدوں کا غُل تھا کہ ہم ہیں شکر گزار
قنوت کی یہ دُعا تھی کہ رحمتِ غفار زکواۃ و خُمس خوشی سے یہ صدقے اور وہ نثار
وضو کا شور یہ تھا آبرو دوچند ہوئی
۴۵ اذاں پُکار رہی تھی کہ سر بلند ہوئی

اِدھر فرس صفتِ رنگِ خوں بگڑتا ہے چلے جو تیز تو گُل گوں ہوا سے لڑتا ہے
تڑپتی رہتی ہے بجلی جو یہ بچھڑتا ہے جہاں ہو سُم وہیں سُرعت کا نال گڑتا ہے
ہر اِک قدم پہ ابد سے سفر مزید ہوا
پھرا ازل کو تو ماضی سے بھی بعید ہوا

www.emarsiya.com

۴۶

فرس کے اُڑتے ہی یوسفؑ کا خواب تھا تہہِ سُم   کہ سجدہ کرتے ہیں محرابِ نعل میں انجم
اگر پلک سے بھی تھپکی دے دیدۂ مردُم   تو نکلے پٹھوں کے نقاروں سے صدا دُھم دُھم
فلک کو چھوڑ کے یہ اور سرزمیں چلتا
اسدؑ کے ہاتھ میں ہے باگ بس نہیں چلتا ۴۷

عجیب چال سے مضمونِ یال باندھوں گا   بہت سا سر کو جھکا کر خیال باندھوں گا
کوئی طریق نہیں ہے کہ چال باندھوں گا   کمال یہ ہے کہ اُس کو زوال باندھوں گا
زمیں سے عرش پہ یوں دَم میں مثلِ غُل جائے
کہ جیسے بندھتے ہی نیت خدا پہ کُھل جائے ۴۸

پری کہوں تو پری کے یہ چشم و گوش کہاں   ملک کہوں تو ملک میں یہ طیش و جوش کہاں
فلک کہوں تو فلک میں یہ تاوَ توش کہاں   کہوں جو رنگِ حنا اُس میں عقل و ہوش کہاں
ازل سے اُڑ کے پہنچ جائے یوں قیامت میں
کہ جیسے شُکر کی آواز گوشِ قدرت میں ۴۹

نظر کی طرح رُخِ رشکِ ماہ پر دوڑے   لگے نہ داغ جو چشمِ سیاہ پر دوڑے
اثر نہ ہوئے اگر تیرِ آہ پر دوڑے   نہ جھونک کھائے جو تارِ نگاہ پر دوڑے
کبھی نہ پردہ کُھلے تُرکِ تاز کیسا تھا
سدا رہے یہی دُھن ہائے ساز کیسا تھا ۵۰

عجب روش سے رُخِ گلعذار پر دوڑے   شمیم جیسے نسیمِ بہار پر دوڑے
مثالِ آب دُرِ آبدار پر دوڑے   صدائے ساز نہ نکلے جو تار پر دوڑے
ہمیشہ رکھتا ہے دل کی خبر وہ دانا ہے
نگاہِ چشمِ خیال اِس کو تازیانہ ہے

www.emarsiya.com

۵۱

قدم ہمیشہ رواں رَو میں پتلیاں جیسے   پکڑ سکے نہ کوئی کہتے کی زباں جیسے
صفوں سے تن کے نکل جائے دَم میں جاں جیسے   زمیں سے عرش پہ مظلوم کی فغاں جیسے
پلٹ کے عرش سے یوں جانبِ زمیں آیا
علیؑ کو جیسے کہ معراج پر یقیں آیا ۵۲

خمیدہ سر کو مثالِ ہلال رکھتا ہے   سوئے اشارۂ راکب خیال رکھتا ہے
مثالِ قدرتِ حق کب مثال رکھتا ہے   جسے زوال نہیں وہ کمال رکھتا ہے
پلٹ کے عرش سے یوں اِس جہاں میں آجائے
کہ جیسے اپنی صدا اپنے کان میں آجائے ۵۳

کہیں نگاہِ مسیحا تو یہ نظر بھی نہیں   دعا کریں پئے مضموں تو واں اثر بھی نہیں
فلک پہ شہرہ اُڑا آئیں ہم تو پر بھی نہیں   یہ کوئی آیتِ خالق ہے یہ خبر بھی نہیں
قدم پہنچتا ہے منزل پہ راہ سے آگے
تڑپ کے جاتی ہے پُتلی نگاہ سے آگے ۵۴

لہو میں تیر کے دریا پہ راہوار آیا   کنارِ نہر میں وہ دُرِّ آبدار آیا
مگر ترائی میں ضیغم پئے شکار آیا   کسی روش سے نہ دریا کو پھر قرار آیا
نشانِ شاہ سے مشکیزہ کھول کر جھپٹا
زمین کانپ گئی شیر بول کر جھپٹا ۵۵

اُتر کے مشک بھری اشکِ خوں بہا کے چلے   پیا نہ آب یہ اِک اور داغ کھا کے چلے
سوئے خیام جو راہوار کو دبا کے چلے   اُدھر سے غول چراغِ حسد جلا کے چلے
گھٹا میں آگیا نیّر گروہ ٹوٹ پڑے
علیؑ کے لال پہ آفت کے کوہ ٹوٹ پڑے

www.emarsiya.com

۵۶

پکارے شامی خودسر کہ بس قدم نہ بڑھاؤ   جو گھر کو جانا ہے مشکیزہ ہم کو دیتے جاؤ
نہ دو جو مشک تو اِس آب کو زمیں پہ بہاؤ   سنائے دیتے ہیں دیکھو کہیں نہ خوں میں نہاؤ
پکڑ کے تیغ کہا شیرؑ نے بھلا دیکھیں
لہو میں کیسے نہا جاتے ہیں نہا دیکھیں ۵۷

مثالِ مار وہ پھَل موذیوں سے جا لپٹا   گلے سے لپٹی بلا شانے سے گلا لپٹا
ہر ایک جان پکاری یہ جن بُرا لپٹا   زمیں کے ساتھ قیامت کا بوریا لپٹا
سروں پہ بن گئی ایسی کہ منہ بگڑنے لگے
گری جو برق تو اولے بھی ساتھ پڑنے لگے ۵۸

لگی ہوئی ہے نظر سوئے مشک دل کی طرح   یہی ہے دل میں کہ آنکھوں میں رکھاوں تِل کی طرح
جھکا ہوا ہے سوئے آب دل خجل کی طرح   نظر جھکی ہوئی خیمے سے منفعل کی طرح
خیال یہ ہے کہ افسوس دیر ہوتی ہے
یقین ہے کہ ہماری سکینہؑ روتی ہے ۵۹

بتاؤ منصفو، ہوتا ہے یہ وغا کا رنگ   حفاظتِ علم و مشک اور گروہ سے جنگ
پروں سے پر متواتر برس رہے ہیں خدنگ   مگر وہ شکل ہے سب مثلِ آئینہ ہیں دنگ
حسام کوند کے بجلی کی طرح پھرتی ہے
تو ساتھ مشک بھی پُتلی کی طرح پھرتی ہے ۶۰

قیامت آئی سنبھل جاؤ اے عزادارو   پکارو شیرِ الٰہی کو جلد اے یارو
ہوا جو قہر وہ دل میں سمجھ لو ہشیارو   زباں سے کیا میں کہوں ہاتھ سینوں پر مارو
زمیں تو کانپ چکی آسمان گرتا ہے
اُٹھاؤ حشر زمیں پر نشان گرتا ہے

www.emarsiya.com

۶۱

بچے عزا کریں جلد باندھ لو باہم ہوا وہ ظلم کہ آیا ہے پشتِ شاہؑ میں خم
گرا وہ شہؑ کا علم لو اُٹھو بچے ماتم بتولؑ آگئی محفل میں لو اُٹھاؤ علم
حسینؑ بزم میں آنکھوں سے خوں بہاتے ہیں
۶۲ فرس پہ حضرتِ عباسؑ ڈگمگاتے ہیں

گری وہ تیغ بھی ریتی پہ چُھن سے ہائے غضب اُدھر تڑپ گئے دردِ کمر سے شاہِؑ عرب
پکاری تھام کے دل کو کہ ہائے اے زینبؑ بچھاؤ فرشِ عزا مر گیا وہ تشنہ لب
لُٹیں بتولؑ ہوا ذبح روزِ عید حسینؑ
۶۳ کرو حسینؑ کا ماتم ہوا شہید حسینؑ

وہ بولی خیر ہے بھیّا کوئی خبر آئی کہا کہ آہ عدو کی مراد بر آئی
زمین مجھ کو لرزتی ہوئی نظر آئی خزاں ریاضِ جنابِ امیرؑ پر آئی
تڑپتا ہے دلِ آگاہ کیا کروں زینبؑ
۶۴ منگاؤں کیسے خبر آہ کیا کروں زینبؑ

پکاری زینبؑ مضطر کہ لوگو مانگو دعائیں خدا کرے کہیں عباسؑ جلد خیر سے آئیں
کہاں ہیں بالی سکینہؑ مجھے تو شکل دکھائیں مچل کے بھیج دیا اب وہی چچا کو لائیں
کہاں حسینؑ کو عادت ہے اِس جدائی کی
۶۵ دکھادوں کیسے برادر کو شکل بھائی کی

پکاری در سے کہ اے بے وطن کے شیدائی پھر آؤ جلد کہ مضطر ہیں آپؑ کے بھائی
رُکے تو آئے گی خود واں بتولؑ کی جائی غضب ہے بھول گئے بے جگر کی تنہائی
خبر نہیں کہ اخی بے قرار ہوتے ہیں
ارے میں کیا کروں لوگو حسینؑ روتے ہیں

www.emarsiya.com

٦٦

ندا یہ آئی شہِ مشرقین اورکنی   علیؑ و فاطمہؑ کے نورِ عین اورکنی
رہا نہ بے کس و مضطر کو چین اورکنی   گرا غلام جنابِ حسینؑ اورکنی
تڑپ کے کہنے لگے شاہؑ ہم نہ کہتے تھے
سنا جواب بہن آہ ہم نہ کہتے تھے ٦٧

چلے پسر کے جو ہمراہ رو کے غش آیا   اُٹھے تو اَنگسَر ظہری رو کے فرمایا
کبھی پکارے برادر کو ہاں حسینؑ آیا   کبھی یہ بولے خدا جانے پانی بھی پایا
گئے تھے نہر پہ مشکیزہ بھر لیا ہوگا
مرے سبب سے مگر کاہے کو پیا ہوگا ٦٨

کبھی کہا کہ ارے میرا با وفا بھائی   کبھی یہ بولے ارے میرا شیر سا بھائی
کبھی پکارے کہ ٹھرے رہو ذرا بھائی   تمہارے ساتھ ہی ہوگا سفر مرا بھائی
چلے نہ جائیو پہلے سے پہلے جنّت کو
چلے گا پالنے والا بھی ساتھ خدمت کو ٦٩

یہ کہتے کہتے گرے خاک پر امامِ عرب   کُھلا نہ دلبرِ ناشاد پر کچھ اِس کا سبب
اُٹھا کے باپ کو فرزند پر ہوا یہ تعب   گرے اِدھر علیؑ اکبرؑ بھی ہائے کہہ کے غضب
کسی کے دستِ بُریدہ کو خون میں تر دیکھا
لہو بہا ہوا ساری زمین پر دیکھا ٧٠

اگرچہ صدمے سے بیتاب تھے امامِ انام   سنبھالنے لگے بیٹے کو اور کیا یہ کلام
نہ بے قرار ہو اے لال صبر کا ہے مقام   ہمیں تو دیکھو کہ لب پر نہیں گِلے کا نام
وہ بولے جان پہ محشر گزر گیا بابا
چچا کے ہاتھ کٹے میں نہ مر گیا بابا

www.emarsiya.com

۷۱

اسی طرح سے قلق پر قلق اُٹھاتے ہوئے   وہ ہاتھ سینے سے گہہ آنکھ سے لگاتے ہوئے
کبھی تو ٹھوکریں اور گاہ داغ کھاتے ہوئے   قریب لاش گئے اشکِ خوں بہاتے ہوئے
بدن سے دوسرے شانے کو بھی جُدا پایا
زمیں پہ شانہ و بازو کو لوٹتا پایا   ۷۲

ابھی پہنچنے نہ پایا تھا یاں امامِ غیور   پکاری دور سے فضّہ کہ اِن کو لیجے حضور
ہٹیں وہ کیں ہیں کہ سب گھر کو کردیا مجبور   چچا کی لاڈلی کیونکر رہیں چچا سے دور
خفا ہوئے ہیں سکینہؑ انہیں منائیں گی
چچا کو ساتھ میں لے کر یہ گھر کو جائیں گی   ۷۳

کہا حسینؑ نے رو کر غضب ہوا اکبرؑ   اسے سنبھالے کہ بھائی کو روئے یہ مضطر
پھریرا ڈال دو لاشہ پہ اے مرے دلبر   چھپالو سانحہ، نادان ہے یہ رشکِ قمر
میں رو تو لوں جو تم اِس نوحہ گر کو لے جاؤ
کسی طرح اسے بہلا کے گھر کو لے جاؤ   ۷۴

وہ رو کے بولی کہ ہم نے بھی سُن لیا جو کہا   میں بے چچا کے کسی سے بہلتی بھی ہوں بھلا
کُھلا یہ اب کہ مجھی سے فقط ہوئے ہیں خفا   تو خیر آپ منالوں گی میں کسی کو کیا
صدا یہ سُن کے وہ بسمل نظر چُرانے لگا
اُلٹ کے لاشہ عباسؑ تھر تھرانے لگا   ۷۵

کہا حسینؑ نے اکبرؑ ابھی ہے بھائی میں دم   بہن کو روکو اخی کو گلے لگالیں ہم
بڑھے امام تو کیا دیکھتے ہیں ہائے ستم   کہ دم نکل بھی چکا سرد ہو گیا ضیغم
پکارے ہائے جہاں سے گزر گئے عباسؑ
سکینہؑ کس کو مناؤ گی مر گئے عباسؑ

www.emarsiya.com

۷۶

وہ رو کے بولی کہ ہے ہے گزر گئے عموں   میں آ کے ملنے نہ پائی کہ مر گئے عموں
کہاں میں ڈھونڈنے نکلوں کدھر گئے عموں   اخیر دن مری سقائی کر گئے عموں
نصیب کی مرے اللہ کیا خبر تھی مجھے
کھڑی تھی نہر پہ موت آہ کیا خبر تھی مجھے ۷۷

چچا یہاں سے میں زندہ نہ گھر کو جاؤں گی   تمہیں گنوا کے نہ کنبے کو منہ دکھاؤں گی
بنی اسد سے کفن جا کے مانگ لاؤں گی   لبِ فرات تمہاری لحد بناؤں گی
کہیں یہ لوگ کہ عموں کی جان کو کھو کر
بھتیجی قبر پہ بیٹھی فقیرنی ہو کر ۷۸

یہ کہہ کے آگے بڑھے دونوں ہاتھ پھیلا کر   کہا گلے سے تو لپٹا لو اے علیؑ کے پسر
گری جو لاش پہ رو کر حسینؑ کی دختر   تو پایا سوئے زمیں آپ کا رُخِ انور
کہا دکھایئے منہ پیٹ کر مروں گی میں
نہ کیجے شرم شکایت نہ کچھ کروں گی میں ۷۹

غرض وہاں سے بمشکل شہِؑ زماں اُٹھے   پکڑ کے ہاتھ سکینہؑ کا نیم جاں اُٹھے
اخی کی لاش سے با چشم خوں فشاں اُٹھے   چچا کا لے کے علم اکبرِ جواں اُٹھے
حسینؑ غم میں برادر کے اشکبار چلے
کمر کو تھام کے بیتاب و بے قرار چلے ۸۰

کھڑی تھی ڈیوڑھی پہ فضہ جو بادلِ نالاں   یہ حالِ رنج و الم دیکھ کر ہوئی گریاں
کہ لاتے ہیں علم و مشک اکبرؑ ذیشاں   حرم سے خیمے میں جا کر کیا یہ حال بیاں
اِک اور صدمہ تازہ فلک دکھاتا ہے
کہ قتل ہوگیا سقہ نشان آتا ہے

www.emarsiya.com

۸۱
ابھی یہ بیبیوں سے کہہ رہی تھی وہ پُرغم کہ لے کے آئے شبیہِ رسولؐ مشک وعلم
اُٹھے نشان کی تعظیم کو سب اہلِ حرم بچھادی زینبؑ مغموم نے صفِ ماتم
تب اپنا سینہ و سر پیٹ کر حزینہ نے
۸۲ بہا کے اشک یہ نوحہ پڑھا سکینہؑ نے

غریب و بیکس و بے یار و آشنا عموں تمہارے جسم کا پانی پہ خوں بہا عموں
یہ کیا ہوا کہ سناتے نہیں صدا عموں کہاں گئے ہو بتاؤ تو کچھ پتا عموں
بھتیجی روتی ہے کب سے خبر نہیں لیتے
۸۳ اب اپنی گود میں کیوں دوڑ کر نہیں لیتے

کہاں ہے مشک مری بازوئے شہِ والا گئے نہ نہر پہ باتوں ہی میں مجھے ٹالا
تڑپ تڑپ کے کہ یہ کہتے تھے کر کے شہؑ نالہ فلک نے ہائے تجھے کن بلاؤں میں ڈالا
تلاش کر لو شہیدِ جفا کے ہاتھ کے پاس
۸۴ پڑی ہے مشک تو پیاری چچا کے ہاتھ کے پاس

نظر اُٹھا کے جو دیکھا تو ہائے کیا دیکھا دبا ہے دستِ بُریدہ کے نیچے مشکیزہ
نہیں ہے تیر کے روزن سے کوئی خالی جا بہا ہے پانی کے قطروں پہ خون کا دریا
کہا کہ ہائے چچا کیا الم اُٹھایا ہے
۸۵ بھتیجی کے لئے پانی پہ خوں بہایا ہے

چچا کو رو کے ہوئی غش صغیر تشنہ لب حسینؑ روتے ہیں اے بزمؔ بس خموش ہو اب
سنبھالتا ہے بہت دلبرِ امامِ عرب حسینؑ پیٹتے ہیں سر غضب ہے ہائے غضب
پکارتے ہیں کہ عباس کیا قرینہ ہے
اُٹھاؤ گود میں پہلو میں غش سکینہؑ ہے

www.emarsiya.com